ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

شردھے پرکاش دیواوراس کی تصنیف حضرت محمد صاحب ﷺ بانیِ اسلام کا تحقیقی مطالعہ

A research study of Shradhe Prakash Dev and his work Hazrat Muhammad Sahib, the founder of Islam

☆ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد: اسسٹنٹ پروفیسر منہاج یونیورسٹی لاہور
☆☆حافظ غلام یاسین فیضی: ایم فل سکالر منہاج یونیورسٹی لاہور

Abstract
It is clear that there is no language, no region and no region where the smell of the Prophet's biography has not reached, there is no place on earth where there are not readers and writers of the Prophet's biography. But due to the comprehensiveness and vastness of the Prophet's biography, no Muslim or non-Muslim biographer could adequately cover it. In terms of biography, the region of Pak-Vindh sub-continent is fertile, except for the Muslim biographers who live in it. A large number of writers have made the sacred life of the Holy Prophet □ their subject. Among these happy installations, there is a Hindu writer, Shradhe Prakash Dev, who wrote a book on the life of Prophet Muhammad, the founder of Islam, which became very popular in the Urdu language circle. A research study has been presented.
Key words: biography, Prophet's, non-Muslim, installations, popular

یہ بات اظہر من الشمس ہے کوئی زبان، کوئی خطہ اور کوئی علاقہ ایسا نہیں جہاں سیرت النبی ﷺ کی مہک نہ پہنچی ہو، خطہِ ارضی پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں سیرت النبی ﷺ کو پڑھنے والے اور لکھنے والے موجود نہ ہوں۔ لیکن سیرت النبی ﷺ کی جامعیت وہمہ گیریت اور وسعت کی بنا پر کوئی بھی مسلم وغیر مسلم سیرت نگار کماحقہ احاطہ نہیں کرسکا۔ سیرت نگاری کے حوالے سے برصغیر پاک وہند کا خطہ زرخیز ہے کہ اس میں بسنے والے مسلمان سیرت نگاروں کے علاوہ غیر مسلم مصنفین کی کثیر تعداد نے حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے احوالِ مقدسہ کو موضوع سخن بنایا ہے۔ ان خوش نصیبوں میں ایک ہندو مصنف "شردھے پرکاش دیو بھی ہے جس نے آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر "حضرت محمد ﷺ بانیِ اسلام "کتاب لکھی جو اردو زبان کے حلقہ میں بہت مقبول ہوئی۔ مقالا ھذا میں شردھے پرکاش دیو اوراس کی تصنیف کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا شکر ادا کرنا چاہیے

مصنف نے دیباچہِ ثانی میں یہ برملا اظہار کیا ہے کہ اس کائنات ارضی میں حضور نبی کریم ﷺ کا وجود مسعود عزت وعظمت کا باعث ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فیض جو دنیا کو پہنچا ہے اس کا شکر صرف اہلِ عرب کو نہیں بلکہ پوری دنیا کو کرنا چاہیے کہ کون کون سی تکلیفیں اس ہستی نے اپنے اوپر برداشت نہیں کیں۔ کیا کیا مصیبتیں انہیں نہیں اٹھانی پڑیں۔ عرب جیسے وحشی اور کندہِ ناتراش ملک کو خدا کی توحید کی تعلیم دینا اور سیدھے راستے پر لانا ایک نایاب ہستی کا ہی کام تھا، بالآخر انہیں سے ہی انجام ہوا۔[1]

---

[1] ۔ شردھے پرکاش دیو، (1942ء)، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، انڈیا، حیدرآباد، بیوروآف اسلامک پبلیکیشنز، ص: 06

تنگدل اور ناحق شناس لوگوں کی نشاندہی

پر کاش دیو جی نے کہا ہے کہ متعصب اور تنگ دل لوگ ہی ایسی ہستی کے متعلق کچھ ہی کہیں، لیکن جو انصاف پسند اور کشادہ دل ہیں وہ کبھی حضرت محمد ﷺ اور آپ کی بے بہا خدمات کو جو نسلِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لیے اور ان کی دنیا و آخرت سنوارنے کے لیے بجالائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ پرلے درجے کے تنگدل اور ناحق شناس لوگ ہیں۔[2]

حضرت محمد صاحب اور بانیِ اسلام کا تحقیقی مطالعہ

سیرتِ طیبہ سے متعلق مسلم سیرت نگاروں کی تحریریں عموماً محققین کی تحقیق کا موضوع بنتی رہی ہیں اس کے برعکس غیر مسلم سیرت نگاروں پر توجہ نہیں دی گئی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مستشرقین کی کتبِ سیرت پر وقتاً فوقتاً تحقیقی کام ہوا ہے۔ لیکن برصغیر کے ہندو سیرت نگاروں پر تحقیقی کام نہ ہونے کے مترادف ہے۔ ذیل میں ہم شردھے پر کاش دیو کی متذکرہ کتاب کا تحقیقی مطالعہ پیش کرتے ہیں۔ عبارات نقل کرنے سے قبل مصنف کی تحریر میں درج ذیل متحققانہ اصولوں سے نابلدی کو پہلے سمجھ لیا جائے تو بہتر ہوگا۔

1۔ مصنف کی کتاب میں قرآن مجید اور احادیث کے حوالے ملتے ہیں لیکن نامکمل اور تشنہ۔

2۔ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کو عربی متن میں دینے کی بجائے اردو اور انگریزی ترجمہ لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

3۔ مصنف نے جب کسی واقعہ کو بیان کرنا چاہا تو درج ذیل انداز اپنایا:

قرآن میں یوں موجود ہے۔

حدیث کی کتابوں میں یہ بات درج ہے۔

مسلمانوں کی کتابوں میں لکھا ہے۔

کتبِ سیر میں لکھا ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

ایک مورخ نے لکھا ہے۔

مصنف نے اسلامی کتب اور مؤرخین کی وضاحت نہیں کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ موصوف سیرت کے اسلامی مآخذ سے ناواقف ہے اور یہ بھی غالب گمان ہے کہ وہ عربی زبان سے بھی ناآشنا ہے اس لیے اس نے ثانوی وسائل و ذرائع پر اکتفا کیا۔ موصوف کی کتاب میں بیشتر عبارات مغربی مصنفین (مستشرقین) کی کتب سے پیش کی گئی ہیں۔ پھر بھی موصوف کی کتب کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے:

1۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ذاتی اسماء گرامی کے متعلق مصنف کا نقطۂ نظر

ہندو مصنفین میں سے شردھے پر کاش دیو نے حضور نبی کریم ﷺ کے دو ذاتی اسماء گرامی لکھے ہیں کہ ایک نام آپ ﷺ کو دادا نے دیا وہ ہے: "محمد ﷺ" اور دوسرا نام حضرت آمنہ نے دیا وہ ہے: "احمد ﷺ" عبارت ملاحظہ ہو:

"جب حضور نبی کریم ﷺ سات دن کے ہوئے تو دستورِ ملک کے مطابق عبد المطلب نے کل قبیلہ کی دعوت کی اور بڑی خوشی سے جشن منایا اور سب کے سامنے بچے کا نام "محمد" رکھا۔ مسلمانوں کی بعض روایتوں میں یوں بھی لکھا ہے کہ آمنہ نے اپنے بچے کا نام "احمد" رکھا کیونکہ فرشتے نے

---

[2] ۔ ایضاً، ص:06

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

ان کو خواب میں یہ کہا تھا کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا۔ خدا فرماتا ہے کہ تو اس کا نام احمد رکھیو۔ چنانچہ انہی دو ناموں سے آپ پکارے جاتے ہیں۔"(3)

2۔ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں

جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمرِ مبارک بارہ برس ہوئی تو حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے۔ راستے میں بحیرہ نامی ایک راہب سے ملاقات ہوئی جب اس نے آپ ﷺ کی گفتگو میں ذہانت، متانت، فطانت، خوش بیانی، شیریں زبانی اور دیگر اخلاق دیکھے تو اس نے حضرت ابو طالب کو یقین دلاتے ہوئے سخت تاکید کی اور کہا:

"یہ لڑکا آفتابِ عرب ہو گا اور عرب سے بت پرستی کا نام و نشان مٹادے گا۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں یہودیوں کے پھندے میں پھنس جائے اور وہ انہیں جان سے مار ڈالیں۔ یہ وہ شخص ہے جن کے آنے کی خبر مسیح ابن مریم نے دی تھی اور بے شک یہ خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہو گا۔"(4)

3۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ اقدس سے آپ ﷺ کی اولاد

مسلمانوں کی کتابوں میں اختلاف ہے اہل سنت کے نزدیک حضرت خدیجہ کے بطنِ انور سے چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہوا۔ مسلمانوں کے فرقے کے نزدیک ایک بیٹی ایک بیٹا ہوا۔ لیکن مستند حوالہ کے مطابق مصنف لکھتے ہیں:

"حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سے حضرت محمد ﷺ کے ہاں چار لڑکیاں رقیہ، زینب، ام کلثوم اور فاطمہ اور ایک بیٹا قاسم پیدا ہوا جو زمانہِ مہد میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ رقیہ عثمان کے ساتھ بیاہی گئی، زینب ابوالعاص سے، فاطمہ علی سے بیاہی گئی۔"(5)

4۔ مسلمانوں کی محافل پر پتھراؤ کرنا اور نماز کے وقت شور و غل مچانا کفار کا شیوہ ہے

کفارِ مکہ کے ظلم و ستم کی داستانوں میں مصنف لکھتے ہیں:

> " مسلمان روزِ اول سے ہی ظلم و ستم کا نشانہ بنے آرہے ہیں جب پیغمبرِ اسلام مسلمانوں کے اجتماع میں وعظ و نصیحت کے لیے کھڑے ہوتے تو کفار ان پر پتھراؤ کرتے اور غل مچاتے کوئی ان کی بات نہ سن سکے، جب آپ ﷺ ان کو نماز پڑھاتے تو کفار باہر شور و غل کرتے اور سیٹیاں بجاتے۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والے چند متعصب لوگ روزِ اول سے لے کر آج تک مسلمانوں کے ساتھ یہی سلوک کرتے آرہے ہیں— مسلمانوں کی عبادت گاہیں آج بھی غیر محفوظ ہیں۔"(6)

5۔ غزوہ بدر کے دو قیدیوں کو قتل کرنے کے الزام کا جواب

---

3. شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص:17

4. ایضاً، ص:24

5. ایضا، ص:27

6. ایضاً، ص:37

مصنف لکھتے ہیں کہ اسلام مخالف لوگوں نے اس بات کو بہت اچھالا کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ نے غزوہ بدر کے دو قیدیوں(نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط) کے حقوق سلب کر کے فدیہ لیے بغیر قتل کروادیا۔اصل معاملے کا لوگوں کو علم ہی نہیں، آیئے حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ ان دونوں کا قتل کیا جانا کیوں ضروری تھا۔

1۔نضر بن حارث نے غزوۂ بدر میں مشرکین کا علمبردار تھا، یعنی مجرم اکابرین میں سے تھا۔اسلام دشمنی اور حضور نبی کریم ﷺ کی ایذارسانی میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔وادیِ صفراء میں آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: اس بدبخت کو قتل کردیا جائے۔

2۔عقبہ بن ابی معیط بھی رسول اللہ ﷺ کو ایذادینے میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔یہی وہ شخص ہے جس نے حالتِ نماز میں آپ ﷺ کی پشت پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالی تھی اور یہ وہی شخص ہے جس نے آپ ﷺ کی گردن مبارک میں چادر ڈال کر جان سے ختم کرنے کی ناپاک کوشش کی تھی۔عرق الظبیہ میں آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: اس گستاخ کو قتل کردیا جائے۔

الغرض یہ دونوں بدبخت جنگی قیدی نہیں بلکہ جدید اصطلاح کے مطابق جنگی مجرم تھے اور علی الاعلان گستاخِ رسول تھے ان کا قتل کیا جانا بے حد ضروری تھا۔ان کے قتل سے جنگی قیدیوں کے کوئی حقوق پامال نہیں ہوئے۔[7]

6۔غزوہ بدر میں مجاہدین کی تعداد تین سو چودہ تھی

شردھے پرکاش دیو نے غزوہ بدر کے مجاہدین کی تعداد 314 لکھی ہے اس کے متعلق موصوف مزید لکھتے ہیں:

"جب پیغمبرِ اسلام غزوہ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو مجاہدینِ اسلام کی تعداد 314 تھی۔آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنگ میں شامل ہونے سے روک دیا اور فرمایا کہ؛آپ کی زوجہ سیدہ رقیہ بنتِ پیغمبر بیمار ہیں ان خاطر مدارت اور دیکھ بھال کے لیے گھر میں رہو۔پیغمبرِ اسلام ﷺ کی معیت میں مجاہدین بدر کے مقام پر کفار کے ساتھ نبرد آزما ہوئے تو مدینہ طیبہ میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نہایت غمزدہ ہوئے کہ آپ ﷺ سے نسبتِ داماد ختم ہوگئی اور ساتھ غزوہ بدر کی سعادت بھی نہ حاصل ہوسکی۔غزوۂ بدر سے واپسی پر پیغمبرِ اسلام ﷺ نے انہیں دوسری بیٹی سیدہ ام کلثوم نکاح میں دے دی اور غزوۂ بدر کے مجاہدین میں شامل کر کے اجر و ثواب کا مژدہ بھی سنایا۔درحقیقت میدانِ بدر میں 313 مجاہدین حاضر ہوئے تھے۔پیغمبرِ اسلام ﷺ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مژدہ سنانے کے بعد مجاہدینِ اسلام کی تعداد 314 ہوگئی۔"(8)

7۔پیغمبرِ اسلام ﷺ تمام انسانیت کی طرف رسول بن کر آئے

شردھے پرکاش دیو نے حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کو ایک قوم یا طبقے کے خاص نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ پوری انسانیت کی طرف رسول بن کر آئے ہیں اس ضمن موصوف لکھتے ہیں:

7۔ ایضاً، ص:70

8۔ ایضاً، ص:73

"حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے اس کائنات ارضی پر بہت سے پیغمبر تشریف لائے ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر بھی تشریف لائے۔ لیکن ان کی نبوت ورسالت اور آنحضرت ﷺ کی رسالت ونبوت یہ فرق تھا کہ وہ ایک خاص قوم اور خطے کی رہنمائی کے لیے مبعوث ہو کر آئے تھے تو آنحضرت ﷺ تمام کائنات کی طرف رسول بن کر تشریف لائے۔"(9)

شردھے پرکاش دیو کی کوتاہیاں

شردھے پرکاش دیو نے بہت سے مقامات معاندین کے اعتراضات کے جواب دیے ہیں مگر اپنے پیغمبر دشمن رویہ کی وجہ سے بہت سے مقامات پر اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے متعلق تشکیک کا اظہار کیا ہے اس معاندانہ رویے کا اندازہ ایک تقریظ سے لگایا جاسکتا ہے کہ موصوف کی تصنیف "محمد صاحب بانیِ اسلام" کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کے تعریفی کلمات حسب ذیل ہیں:

"آپ کی کتاب مجھ تک پہنچی ہے اس کو دیکھنے کے بعد آپ کی انصاف پسندی، حسن اخلاق، خدا ترسی اور وسعتِ معلومات ثابت ہوتی ہیں۔ درحقیقت دوسری قوموں میں طبیعت کی سلامت روشی اور حق گوئی بہت کم ہے۔ میں آپ کی کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ میرے جی نے چاہا کہ میں ایک رسالہ لکھ رہا ہوں اس میں آپ کی کتاب کا ذکر کروں مگر میں نے آپ کے اجازت کے بغیر مناسب نہیں سمجھا۔ دس پندرہ دنوں میں آپ اپنی خوشی سے رضامندی کا اظہار فرما کر جواب ارسال کریں۔ بہر حال میں آپ کی کاوش کا شکریہ ادا کرتا ہوں"(10)

متذکرہ ایک ملعون کی تعریف وتوصیف کرنا اس بات کی غماز ہے کہ موصوف کی کتاب کس درجہ کی حامل ہے۔ آیئے اس کتاب میں موصوف کی کوتاہیوں کو بیان کیا جارہا ہے۔

1۔ میلہِ عکاظ ہی حج میں تبدیل ہو گیا

شردھے پرکاش دیو میلہ عکاظ اور حج کے متعلق لکھتے ہیں:

"عرب کے خاص خاص مقامات پر ہر سال بڑی دھوم دھام کے میلے ہوا کرتے تھے۔ وہاں ملک سے ہر علاقے کے لوگ جمع ہوتے۔ جوانمردی کے کرتب دکھاتے، شعر وشاعری اور قادر الکلامی کے مقابلے ہوتے۔ نیزہ بازی، تلوار زنی، قصیدے، غزلیں اور مرثیوں کا بھی مسابقہ ہوتا تھا۔ جو بعد میں اصلاح پاکر حج کے نام سے مشہور ہوا ہے۔"(9)

سیرت کی کسی کتاب میں ایسی بات نہیں۔ امام حلبی لکھتے ہیں کہ حج خاص طور پر اسلامی تہوار ہے جس کی فرضیت کی نصوص قرآن مجید میں موجود ہیں اور احادیثِ نبویہ میں آپ ﷺ کے عمل سے حج ثابت ہے۔ جو 09 ذوالحجہ کو ادا کیا جاتا ہے۔[11]

---

[9]۔ ایضاً، ص:91

[10]۔ ایضاً، ص:3

[11]۔ ایضاً، ص:12

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

2۔ قبیلہ بنو سعد کے لوگ فصاحت وبلاغت میں اجڈ گنوار تھے

حضور نبی کریم ﷺ نے تقریباً 04 سال قبیلہ بنو سعد میں گزارے تاکہ وہاں فصیح و بلیغ زبان سیکھ سکیں اس کے متعلق مصنف لکھتے ہیں:

قبیلہ بنو سعد کے لوگ شہر سے دور دیہات میں رہنے والے فصاحتِ زبان لحاظ سے اجڈ اور گنوار تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو اس بات رنج کیوں نہ ہوا ہو گا کہ اس کے بچے کے کان سب سے پہلے گنواری زبان سے مانوس و آشنا ہوں۔ مگر آپ رضی اللہ عنہا نے حفظِ صحت کی خاطر جس طرح جدائی کا صدمہ برداشت کیا اسی طرح رنج کو خوشی سے سہا۔ نہیں یہ حکمتِ خداوندی تھی کہ جو شخص جوان ہو کر کلام کا معجزانہ نمونہ پیش کرنے والا تھا وہ بچپن میں یوں گنوار بے تہذیب چرواہوں میں پلے۔"(12)

مصنف نے صرف بہتان درازی سے کام لیا ہے۔امام قسطلانی نے قبیلہ بنو سعد کے لوگوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ فصاحت وبلاغت اور زبان دانی کے لحاظ سے اعلیٰ لوگ تھے۔ وہ زمانہ جس میں حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے، تہذیبیں دم توڑ رہی تھیں۔ مگر زبان دانی، فصاحت وبلاغت، شعر وشاعری اور نثری قادر الکلامی میں بنو سعد کا الگ مقام تھا۔ صرف خالص زبان سیکھنے کی غرض سے ان لوگوں کے پاس امراء کے بچے پرورش پاتے تھے۔(13)

3۔ قریش کا حضرت ابو طالب سے پیغمبرِ اسلام ﷺ کو اسلام کی تبلیغ سے روکنے والی روایت کا غلط ترجمہ

مصنف اس روایت کو یوں لکھتے ہیں:

"جب پیغمبر اسلام ﷺ نے علی الاعلان تبلیغ کا آغاز کیا تو کفارِ مکہ حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور آ کر کہا: ہمیں آپ کا لحاظ ہے ورنہ ہم اس بے عقل، بے دین اور دیوانے کو ابھی جان سے مار ڈالتے۔ اگر آپ ان کی حمایت کرتے ہیں تو آؤ پھر لڑ کر فیصلہ کریں۔ ابو طالب نے ان کو ٹال دیا۔ مگر اپنے بھتیجے محمد ﷺ کو بلا کر کہا: بیٹا اس کام سے باز آ جاؤ۔ حضرت محمد ﷺ نے جب دیکھا کہ میرے چچا میری کوئی مدد نہیں کرنا چاہتے تو آپ نے نہایت استقلال سے جواب دیا: دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے مگر جب تک میرے دم میں دم ہے میں اس کام کو نہیں چھوڑوں گا۔"(14)

تمام کتبِ سیر میں قریش کا حضرت ابو طالب کو پیغمبرِ اسلام ﷺ کو اسلام کی تبلیغ سے روکنے والی روایت بیان ہوئی ہے۔ راقم الحروف اس روایت کو ابن حزم کی کتاب جوامع السیر سے لیا ہے:

12۔ حلبی، علی بن برہان الدین، (1400ھ)، السیرۃ الحلبیہ، لبنان، بیروت، دار المعرفہ، 1:517

13۔ قسطلانی، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک، (1991ء)، المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، لبنان، بیروت، المکتب الاسلامی، 2:351

14۔ شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص: 35

"جب حضور نبی کریم ﷺ نے علی الاعلان تبلیغ کا آغاز فرمایا تو کفارِ مکہ حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور آکر کہا: ابو طالب ! اپنے بھتیجے سے کہو: اگر آپ مالدار خوبصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں، کعبۃ اللہ کی چابیاں چاہتے ہیں، مال و دولت اور عزت و حشمت کی طلب ہے۔ تو سب کچھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس سب کچھ کے عوض دینِ اسلام کی تبلیغ چھوڑ دو۔ حضرت ابو طالب اپنے بھتیجے محمد ﷺ کے پاس گئے۔ کفار مکہ کی پیش کش کا بتایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو میں فریضہِ رسالت و تبلیغ سے باز نہیں آؤں گا۔"(15)

4۔ ہجرت کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے گھر سے باہر جانے والی روایت میں تحریف

شر دھے پر کاش دیو لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ ہجرت کے موقع پر مکان کی پچھلی طرف سے کود کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔"(16)

متذکرہ روایت مصنف کی اپنی اختراع کردہ ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی کوئی روایت کتبِ سیرت میں ملتی ہے۔ تاریخِ طبری میں ہجرت کے متعلق تمام روایات میں واضح طور پر یہ چیز ملتی ہے کہ آپ ﷺ اپنے گھر کے دروازے میں سے قریش کی آنکھوں کے سامنے گئے اور کسی کو کچھ پتا نہ چل سکا۔[17]

5۔ ابو سفیان کے قبولِ اسلام کے بعد بیوی کے رویے کے متعلق من گھڑت بات

فتح مکہ کے موقع پر ابو سفیان نے اسلام قبول کیا اور جب مکہ واپس اپنے گھر آیا تو مصنف ان کی بیوی ہند کے متعلق لکھتے ہیں:

"ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے جب یہ سنا کہ اس کا شوہر مسلمان ہو گیا ہے وہ دوڑتی ہوئی آئی، ابو سفیان کی داڑھی پکڑ کر جوتیوں سے پیٹا۔ اس قدر پیٹا کہ برا حال کر دیا۔ اور لوگوں سے کہا: اے آلِ غالب ! تمہاری غیرت کہاں گئی ہے؟ اس بڑھے بیوقوف کو خوب مارو اور ذلیل کرو۔ لوگوں میں آکر کیا بے ہودہ باتیں بکتا ہے۔"(18)

الکامل فی التاریخ میں یہ ملتا ہے کہ ابو سفیان کی بیوی ہند نے اسے برا بھلا کہا لیکن اس قسم کی کوئی روایت نہیں ملتی کہ ابو سفیان کو جوتیوں کے ساتھ پیٹا گیا ہو۔ اس کے علاوہ ابو سفیان کی بیوی کا نام "ہندہ" لکھا گیا ہے۔ یہ غلطی مسلم سیرت نگاروں کے ہاں بھی ملتی ہے جو کہ غلط ہے۔ اس کا صحیح نام "ہند" تھا۔[19]

15۔ شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص:8

16۔ شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص:50

17۔ ابن حزم، علی بن احمد بن سعید بن حزم، (2007ء)، جوامع السیرۃ، پاکستان، فیصل آباد، ضیاء السنہ، 209:1

18۔ طبری، محمد بن جریر، (1998ء) التاریخ، مصر، دار المعارف، 373:2

19۔ ابن اثیر، محمد بن محمد، (ندارد)، الکامل فی التاریخ، لبنان، دار الفکر، 105:2

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

6۔ مقتولینِ بنو قریظہ کی تعداد میں غلط بیانی

مقتولینِ بنو قریظہ کی تعداد کے متعلق مصنف لکھتے ہیں:

"ان کی تعداد 250 تھی"[20]

جبکہ ابن ہشام کے مطابق مقتولینِ بنو قریظہ کی تعداد 600 سے 700 تک تھی۔[21]

7۔ غزوہ احد کے موقع پر عبداللہ ابن ابی کی وجہ سے واپس پلٹنے والے مسلمانوں کو یہودی قرار دینا

مصنف نے غزوہِ احد کے موقع پر عبداللہ ابن ابی کی وجہ سے جو واپس پلٹنے والے مسلمانوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"پیغمبرِ اسلام ﷺ کے وہ تین سو ساتھی جو عبداللہ ابن ابی کی سازش کا شکار ہوئے وہ یہودی تھے۔"[22]

امام بیہقی اور دیگر آئمہِ سیرت نے وہ لوگ جو رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی کی سازش کا شکار ہوئے ان کو مسلمان قرار دیا ہے۔ جنگ کے بعد ان میں اکثر بارگاہِ نبوی ﷺ میں معافی کے خواستگار بھی ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا تھا۔[23]

8۔ حضور نبی کریم ﷺ کی غارِ حرا میں خلوت نشینی کے متعلق افتراء

شر دھے پر کاش دیو کا خیال ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ آٹھ برس کی عمر میں غارِ حرا جایا کرتے تھے۔ وہاں جاکر کئی راتیں خلوت نشین ہو کر عبادت و ریاضت کرتے تھے۔[24]

خلوت نشینی کے متعلق آٹھ سال والی روایت کہیں موجود نہیں۔ مختلف کتب سیرت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے 25 سال کی عمر میں غارِ حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی، کئی کئی راتیں عبادت و ریاضت کی غرض سے وہاں گزارتے، یہ سلسلہ 40 سال کی عمرِ مبارک تک چلتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر پہلی وحی بھی جبریلِ امین کے ذریعے غارِ حرا میں نازل فرمائی۔[25]

9۔ معراج النبی ﷺ جسمانی و روحانی کی کوئی اصلیت نہیں بلکہ ایک خواب ہے

مصنف لکھتے ہیں کہ کفارِ مکہ آپ ﷺ پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی روح کو طاقت دینے کے لیے انہیں معراج کرایا۔ کوئی کہتا ہے جسمانی معراج ہوا، خاکی جسم کے ساتھ براق پر سوار ہو کر علی الافلاک تشریف لے گئے۔ ساتوں آسمانوں پار جنت و دوزخ کی کیفیات کا ظاہری آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ یہاں تک لا مکاں پر رب العالمین کا ظاہری آنکھوں سے دیدار کیا۔ کوئی کہتا نہیں یہ

20۔ شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص: 58

21۔ ابن ہشام، (2009ء) السیرۃ النبویہ، لبنان، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1:112

22۔ شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص: 74

23۔ بیہقی، محمد بن حسین، (2009ء)، دلائل النبوۃ، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 3:209

24۔ شر دھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص: 20

25۔ ابن قیم، ابو عبداللہ محمد بن بکر ایوب جوزیہ، زاد المعاد، (1996ء)، سعودی عرب، ریاض، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، 1:351

معراج روحانی تھا کہ نبی مکرم ﷺ کی روحِ طیبہ نے تمام مشاہدات کیے۔ موصوف کہتے ہیں کہ میرے نزدیک معراج روحانی تھا نہ جسمانی بلکہ ایک خواب کی کیفیت تھی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وما جعلنا الرؤیا التی ارینٰک الا فتنۃ للناس [26]

"اور ہم نے تو (شبِ معراج) اس نظارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کے لیے صرف آزمائش بنایا ہے۔"

مصنف متذکرہ آیت بیان کر کے لکھتے ہیں:

"اس آیت میں واقعہ معراج کو صرف رؤیا (خواب) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو روحانی وجسمانی معراج کی بجائے عالم خواب میں مشاہدات ہوئے۔" [27]

10۔ ہجرت کے موقع پر غار ثور کے دہانے پر عنکبوت کا جالا بنانا اور تیتری کے انڈے دینا یہ واقعہ غلط ہے

مصنف لکھتے ہیں:

"ہجرت النبی ﷺ کے متعلق جب مسلمانوں کی کتابیں پڑھیں ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہوا ملتا ہے عجب نہیں کہ وہ صحیح ہو جس کو عقل نہیں مانتی، کہتے ہیں کہ جب حضرت محمد ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں تشریف لے گئے تو فوراً غار کے دہانے پر عنکبوت (مکڑی) نے جالا بنا دیا اور اور تیتری نے انڈے دے دیے تو کفارِ مکہ آپ ﷺ کو تلاش کرتے ہوئے غار کے دہانے پر پہنچے تو یہ سب کچھ دیکھ کر بلا تحقیق واپس پلٹ گئے۔" (28)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے "واللہ یعصمک من الناس "[29] کے تحت اپنے محبوب ﷺ کی معجزانہ طور پر حفاظت فرمائی۔ معجزہ کی تعریف بھی یہی ہے کہ ایسا خارق العادت واقعہ انسانی عقل وفہم جس کا ادراک نہ کر سکے۔ غارِ ثور میں کتبِ احادیث وسیر میں مکڑی کا جالا تننے والی روایت اور کبوتری (تیتری) کے گھونسلے والی روایت بھی موجود ہے۔ ذیل میں ان کو پیش کیا جارہا ہے:

1۔ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : إِذَا أَصْبَحَ فَأَثْبِتُوهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيدُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بَلْ اقْتُلُوهُ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بَلْ أَخْرِجُوهُ . فَأَطْلَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَحِقَ بِالْغَارِ ، وَبَاتَ الْمُشْرِكُونَ يَحْرُسُونَ عَلِيًّا يَحْسَبُونَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا ثَارُوا إِلَيْهِ ، فَلَمَّا رَأَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللَّهُ مَكْرَهُمْ ، فَقَالُوا : أَيْنَ صَاحِبُكَ هَذَا ؟ قَالَ : لَا أَدْرِي . فَاقْتَصُّوا أَثَرَهُ ، فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ خُلِّطَ عَلَيْهِمْ

26۔ بنی اسرائیل، 60:17

27۔ شردھے پر کاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص:57

28۔ ایضاً، ص:60

29۔ المائدہ، 67:5

، فَصَعِدُوا فِي الْجَبَلِ فَمَرُّوا بِالْغَارِ ، فَرَأَوْا عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ ، فَقَالُوا : لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوتِ عَلَى بَابِهِ ، فَمَكَثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ۔ (30)

"قریش نے مکہ میں ایک رات مشورہ کیا، بعض نے کہا جب صبح ہو تو اسے (رسولِ کریم ﷺ) کو اپنے قابو میں لے لو، بعض نے کہا نہیں بلکہ قتل کر دو، بعض نے کہا نہیں اسے یہاں سے نکال باہر کرو (وطن بدر کر دو)۔ ان کے اس مشورے کی اطلاع اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم کو ﷺ دے دی۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے بستر پر رات بسر کی۔ اور رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر آئے۔ حتیٰ کہ غار میں جا پہنچے۔ اور مشرکین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہرہ دیتے رہے وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ (بستر پر) نبی کریم ﷺ ہیں۔ جب صبح ہوئی تو وہ ان پر لپک پڑے لیکن جب انھوں نے (وہاں رسول کریم ﷺ کے بجائے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر ناکام کر دی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ آپ کا ساتھی محمد ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں، پھر (مشرکین) آپ ﷺ کے قدموں کے نشانات ڈھونڈتے ہوئے چل دیئے، جب پہاڑ تک پہنچے تو نشانات گڈ مڈ ہو گئے۔ پھر وہ لوگ پہاڑ پر چڑھے۔ جب غار کے پاس سے گزرے تو غار کے دروازہ پر مکڑی کا جالا دیکھا۔ کہنے لگے اگر وہ اس غار میں داخل ہوئے ہوتے تو اس کے دہانے پر یہ جالا نہ ہوتا۔ (لہذا وہ واپس چلے گئے) پھر آپ ﷺ اس غار میں تین راتیں قیام فرمایا۔"

2۔ انطلق النبي صلى الله عيه وسلم وأبو بكر إلى الغار فدخلا فيه فجاءت العنكبوت فنسجت على باب الغار وجاءت قريش يطلبون النبي صلى الله عليه وسلم وكانوا إذا رأوا على باب الغار نسج العنكبوت قالوا لم يدخله أحد ، وكان النبي صلى الله عليه وسلم قائما يصلي وأبو بكر يرتقب، فقال أبو بكر رضي الله عنه للنبي صلى الله عليه وسلم فداك أبي وأمي هؤلاء قومك يطلبونك أما والله ما على نفسي أبكي ولكن مخافة أن أرى فيك ما أكره، فقال النبي صلى الله عليه وسلم : لا تحزن إن الله معنا۔(31)

"حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار پر گئے اور اس میں داخل ہو گئے، تب ایک مکڑی آئی جس نے غار کے دروازے پر اپنا جالا تان لیا۔ جب قریش نبی کریم ﷺ کی طلب میں وہاں آنکلے اور انہوں نے غار کے دروازے پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے: اس میں کوئی داخل نہیں ہوا ہے، اس وقت نبی کریم ﷺ (غار میں) کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتقب تھے۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: میرے

[30]۔ عبدالرزاق صنعانی، ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، (1410ھ)، المصنف، لبنان، بیروت، المکتب الاسلامی، 2:244

[31]۔ ابن کثیر، ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر، (1980ء)، تفسیر القرآن العظیم، لبنان، بیروت، دار المعرفہ، 1:199

ماں باپ آپ ﷺ پر قربان آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کی تلاش میں ہے۔ بخدا مجھے اپنی ذات کا کوئی خوف ورنج نہیں۔ مگر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خوف ہے (کہ کہیں ان کی نظر آپ ﷺ پر نہ پڑ جائے) تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: غم نہ کرو، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔"

11۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کی تاریخ کی غلط بیانی

حضور نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے متعلق مصنف لکھتے ہیں:

"حضرت محمد ﷺ 16 ربیع الاول بروز جمعہ بمطابق 02 جولائی 622ء کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔"[32]

جبکہ کتب سیر میں یوں مرقوم ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے 12 ربیع الاول بروز پیر بمطابق 24 ستمبر 622ء کو مدینہ طیبہ کو شرفِ قدوم بخشا۔[33]

12۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق کے متعلق تشکیک کا اظہار

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ سیدہ رقیہ بنتِ رسول کا انتقال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ کے نکاح کی پیشکش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس انکار کی وجہ بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ اخلاق کے لحاظ درشت خو اور تیز مزاج تھی، حضرت عثمان غنی تو کجا کوئی شخص بھی ان سے عقدِ نکاح کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا۔ یہ معاملہ پیغمبرِ اسلام ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تیری بیٹی کو عثمان سے بہتر شوہر ملے گا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔"(34)

موصوف نے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اخلاقِ جمیلہ کے متعلق معاندانہ رویے کے پیشِ نظر تشکیک کا اظہار کیا ہے۔ کتبِ سیر میں کہیں بھی ایسی بات نہیں ملتی بلکہ آپ کے اخلاقِ جمیلہ کو بہترین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ "سیر اعلام النبلاء" اور "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" میں آپ کے عالی قدر اخلاق کے متعلق یوں روایات ملتی ہیں:

"آپ رضی اللہ عنہا اسلام سے قبل سفار تکار تھیں۔ راتوں کو عبادت کرنے والی اور دن کو روزہ رکھنے والی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک دن جبریلِ امین آپ رضی اللہ عنہا کی شان میں یوں عرض گزار ہوئے: یہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والی، رات کو بہت زیادہ قیام کرنے والی اور جنت میں بھی آپ ﷺ کی اہلیہ ہیں۔ اسی طرح آپ کے متعلق یہ بھی تعریفی کلمات ملتے ہیں کہ آپ حق گوئی

32۔ شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص: 61

33۔ مبارکپوری، صفی الرحمان، (2005ء)، الرحیق المختوم، 2:46، لاہور، رفاہِ عامہ پریس کلب

34۔ شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص: 74

،حاضر جوابی اور فہم وفراست جیسی عمدہ صفات کی حامل تھیں۔ یہ سب کچھ اپنے والدین کی تربیت سے پایا تھا۔"(35)

13۔پیغمبرِ اسلام ﷺ کی امتیازی رفعتوں کا موازنہ انبیاء کرام سے نہ کریں بلکہ بادشاہوں سے کریں

اس کے متعلق مصنف لکھتے ہیں:

"جو لوگ حضرت ﷺ کی امتیازی رفعتوں کا موازنہ حضرت مسیح علیہ السلام یا دیگر مذہبی پیشواؤں سے کرتے ہیں، غلطی کرتے ہیں۔انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ پر ایسے حالات آئے انہیں اپنے متبعین کی حفاظت کے لیے حکومت ہاتھ میں لینا پڑی۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ ان کا خاندان وقبیلہ کعبے کی متولی کی حیثیت امتیازی شان رکھتا تھا عرب و عجم کے سربراہانِ ممالک گردنیں جھکاتے تھے۔ یہ بادشاہت تو خدا تعالی نے انہیں پہلے ہی دے رکھی تھی کہ جب چاہیں کسی کو زندگی دیں جب چاہیں کسی کی زندگی چھین لیں۔ اہلِ عقل و خرد کو حضرت ﷺ کا موازنہ دنیا کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں سے کرنا چاہئے نہ کہ تارک الدنیا درویشوں سے۔ان دونوں طریق میں بہت زیادہ فرق ہے۔"(36)

متذکرہ عبارت میں موصوف نے معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ میں تشکیک کا اظہار کیا ہے۔ دنیا جانتی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے انسانیت کی جس طرح قدر کرنا سکھائی ایسی تعلیم دنیا کے کسی مصلح نہیں دی۔ آپ ﷺ نے یتیموں، بے سہاروں کو سہارا دیا۔اُن کو جینے کا ڈھنگ سکھایا۔ معاشرے کے ناداروں، غلاموں، کنیزوں الغرض معاشرے کے ہر مفلوک الحال کی دادرسی فرمائی، اُن کو نئی زندگی دی،اسلام سے قبل غلاموں کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ انہیں جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا۔انہیں تمام حقوقِ انسانی سے محروم رکھا جاتا تھا۔

ان سے مویشیوں اور چوپایوں کا سا کام لیا جاتا اور مال وزر کی طرح ان کی خرید فروخت کی جاتی تھی لیکن نبی کریم ﷺ کی رحمت و شفقت نے آقا و غلام، شاہ و گدا اور امیر و غریب کے تمام فرق کو مٹایا اور سب کو برابر کے حقوق دیئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ وصال سے پہلے نبی کریم ﷺ کا آخری کلام نمازوں کا اہتمام کرنے اور غلاموں کے حقوق ادا کرنے کے متعلق تھا۔

حضرت ابو مسعود بدریؓ فرماتے ہیں کہ میرا ایک غلام تھا۔ایک بار میں کسی بات پر اس سے ناراض ہو گیا اور کوڑے سے مارنا شروع کر دیا کہ نبی کریم ﷺ وہاں آن پہنچے اور فرمایا:

---

[35]۔ ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان،(1997ء)، سیر اعلام النبلاء، لبنان، بیروت، دار الفکر۔223:2

[36]شردھے پرکاش دیو، حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام، ص:97

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اے ابو مسعود! خبر دار

: غصے کی وجہ سے میں آواز پہچان نہ سکا۔آپ نے دوبارہ فرمایا

اے ابو مسعود! خبر دار

پیچھے مڑ کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ کو پایا۔آپ ﷺ کو دیکھتے ہی ڈر اور خوف کی وجہ سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے ابو مسعود سنو! جتنی قدرت تجھے اس غلام پر ہے اس سے کہیں زیادہ قدرت اللہ تعالیٰ کو تجھ پر حاصل ہے۔" "

حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کیلئے اُس غلام کو آزاد کر دیا۔نبی کریم نے میرے اُس عمل کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

"اگر تم ایسا نہ کرتے تو تم جہنم کی آگ سے نہ بچ سکتے۔"

امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ نے غلام سے فرمایا کہ ہم دونوں کو کپڑوں کی ضرورت ہے، تم بازار جا کر کپڑے خرید لاؤ۔وہ گئے اپنے لئے سستا اور امیر المؤمنین کیلئے کچھ قیمتی کپڑے خرید لائے۔

کپڑوں کو دیکھ کر حضرت علیؓ غلام کو لیکر درزی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ قیمتی کپڑے غلام کیلئے ہیں اور یہ سستے کپڑے میرے لئے ہیں۔یہ سن کر غلام نے کہا۔نہیں ! یہ عمدہ کپڑے میرے آقا کیلئے ہیں۔وہ خلیفۃ المسلمین ہیں، ان کو اچھے کپڑوں کی ضرورت ہے۔میں تو غلام ہوں۔

مجھے اچھے کپڑوں کی ضرورت نہیں لیکن امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تو اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔مجھے اتنے اچھے کپڑوں کی کوئی ضرورت نہیں۔تم ابھی جوان ہو، تم کو اچھے اور عمدہ لباس کی ضرورت ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے سفر شام کا واقعہ زبان زد خاص وعام ہے کہ آپؓ بیت المقدس فتح کرنے تشریف لے جا رہے ہیں۔غلام ساتھ ہے۔سفر طویل ہے۔صحراء و بیاباں اور پہاڑ و ریگستان سرِ راہ ہیں۔

سواری کیلئے ایک ہی اونٹ ہے۔باری باری بیٹھنے کا فیصلہ ہوتا ہے۔آخری منزل پر غلام کی باری آتی ہے۔غلام عرض کرتا ہے۔امیر المؤمنین ! مختلف اقوام کے لوگ فاتح بیت المقدس کے تزک واحتشام اور شان و شوکت کو دیکھنے کیلئے جمع ہوں گے۔میں اپنی باری آپؓ کو دیتا ہوں۔

آپؓ اونٹ پر سوار ہو جائیں لیکن امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروقؓ دنیا کو اخوت و مساوات کا درس دینے اور آقا و غلام کے فرق کو مٹانے کیلئے اس کی پیشکش قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور جب فاتحِ بیت المقدس اپنی آخری منزل پر پہنچتا ہے تو اس کا غلام اونٹ پر سوار ہے اور آقا اونٹ کی نکیل پکڑے پاپیادہ چلا آرہا ہے۔[37]

خلاصہِ بحث

شردھے پرکاش دیو کی تصنیف "محمد صاحب بانیِ اسلام" کے تحقیقی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف سیرت کے اسلامی مآخذ سے ناواقف ہے اور یہ بھی غالب گمان ہے کہ وہ عربی زبان سے بھی ناآشنا ہے اس لیے اس نے ثانوی وسائل وذرائع پر اکتفا کیا۔موصوف کی کتاب میں بیشتر عبارات مغربی مصنفین (مستشرقین) کی کتب سے پیش کی گئی ہیں۔مزید برآں موصوف نے اسلامی کتب اور مؤرخین کے حوالہ دینا بھی گوارا نہیں کیا۔بیشتر مقامات پر حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک شانوں کا دفاع بھی کیا ہے مگر معاندانہ رویے کے پیشِ نظر اسلام کے بنیادی احکام اور سیرت النبی ﷺ کو متشکک بنانے کی لاحاصل کوشش بھی کی ہے۔

37۔ ابن اثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد بن الکرم الشیبانی، (1998ء)، الکامل فی التاریخ، لاہور، نور پبلیکیشنز، 332:3